کاروانِ آخرت

- حضرت شیخ الحدیث مولانا سید ابانؒ فاضل دیوبند
- حضرت مولانا محمد فضل الرحیم فاضل دیوبند
- شیخ الحدیث مولانا امیر حمزہؒ
- پیر طریقت مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقیؒ

حضرت شیخ الحدیث مولانا سید ابانؒ فاضل دیوبند کی رحلت

علم اور اہل علم دنیا میں روشنی اور اُجالا پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اہل علم (علماء) کے اُٹھ جانے سے علم دنیا سے ناپید ہورہا ہے، حدیث شریف کی رو سے قیامت کے قریب علم اٹھالیا جائے گا اور علم اٹھانے کی صورت یہی ہوگی کہ علماء تیزی سے دنیا سے پردہ فرماتے جائیں گے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ سوات میں فضلائے دیوبند کی آخری نشانی مولانا سید ابانؒ ۱۳ جون ۲۰۱۵ء بوقت عصر ۵:۵۰ پر مختصر علالت کے بعد مقامی ہسپتال انتقال کرگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، اللھم اکرم نزلہ وبرد مضجعہ، وانزل علیہ شآبیب الرحمات والمغفرۃ والرضوان آپ کی رحلت کی خبر دارالعلوم حقانیہ کے معقولات اور حدیث کے جید استاد حضرت مولانا رشید احمد سواتی نے بذریعہ ٹیلی فون دی جس سے احقر اور پوری علمی دنیا کو سخت دھچکا لگا۔

یاس و حسرت کی فضا چھائی ہوئی ہے چارسو
برقِ غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج

عالم اسلام اس وقت حالت جنگ میں ہیں علماء اور اہل اللہ اس جنگ میں مورچوں پر دفاع کرنے والے کمانڈروں کی مانند ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں اکابر کا اسطرح اٹھ جانا بہت بڑی بد قسمتی اور خسارہ ہے۔ میں نے کئی دفعہ مرحوم سے ملاقات کا ارادہ کیا، تاکہ آپ کے احوال وسوانح قلم بند کرکے محفوظ کیے جاسکے لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ آپ کا نماز جنازہ ۱۴ جون کو رات

٭ استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ساڑھے نو بجے آپکے آبائی گاؤں میں ادا کیا گیا جس میں سوات بھر کے ہزاروں علماء، صلحاء اور عوام نے شرکت کی۔مرحوم تقسیم ہند سے قبل دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء میں حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ خاص تھے،آپ نے فراغت سے لیکر وفات تک علم کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔

پیر بابا سے نسبی تعلق اور ابتدائی تعلیم

آپ کا نسبی تعلق معروف روحانی وعلمی شخصیت پیر بابا مرحوم کے پوتے جناب شیخ قاسم بابا سے تھا۔آپکا سلسلہ نسب یوں ہے،سید ابان بن سید عثمان بن سید کمال بن سید ابن علی بن سید قاصد الدین بن مزالدین بن میاں پیر امام بن شیخ کبیر بن سید قاسم بن سید مصطفیٰ بن سید علی ترمذی المعروف پیر بابا۔

قرآن پاک ناظرہ آپ نے اپنے والد صاحب سے پڑھا جنھوں نے ۱۲۰ سال کے طویل زندگی پائی اس کے بعد ابتدائی دینی تعلیم اپنے گاؤں کے معتبر علماء سے حاصل کی پھر سوات کے مختلف دیہاتوں میں اس زمانے کے بڑے علمائے کرام سے علوم وفنون میں کسب فیض پایا۔زمانہ طالب علمی کے دوران آپ نے کافیہ اور صرف کی کتابیں ازبر یاد کیں،اپنے محبوب استاد جورے باباجی مولانا (محمد قمر) صاحب کے ترغیب دلانے پر ایشیاء کے عظیم اسلامی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا رخ اختیار کیا۔جورے مولانا نے آپ کو رخصت کرتے ہوئے کہا کہ وہاں دیوبند میں آپ سے امتحان لیا جائے گا لیکن تم ڈرو اور گھبراؤ نہیں اس لیے کہ وہاں کسی کے ساتھ زیادتی اور حق تلفی نہیں ہوتی تاہم اگر خدانا خواستہ امتحان میں ناکامی کا سامنا ہو تو پھر رامپور میں مولانا مفتاح الدین صاحب کے پاس چلے جانا۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور اساتذہ

آپ کا داخلہ امتحان حضرت مولانا اعزاز علی صاحب نے کافیہ میں منہا ما وقع تفصیلاً لاثر مضمون حملة کی عبارت میں لیا۔جب انہیں پتا چلا کہ آپ کافیہ کے حافظ ہے تو اس پر آپ کو بڑی داد دی۔۱۳۵۹ھ میں آپ کو دیوبند میں داخلہ ملا۔تقریباً آٹھ برس تک آپ نے دیوبند میں شرح جامی سے لیکر فنون کی اعلیٰ کتابوں تک پھر موقوف علیہ اور آخر کار دورۂ حدیث شریف کی بھی وہی سے تکمیل کی۔دیوبند میں زمانہ تعلیم کے دوران آپ کی غربت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے دیگر چار ساتھیوں کے ساتھ ایک کمرے میں رہائش پزیر تھے تو آپ لوگوں کو پانچ روٹیاں مدرسے کی جانب سے ملتی تھی۔ان میں تین روٹیاں کھا کر سب ساتھی گزارا کرتے اور بقیہ ۲ روٹیاں بیچ کر اس پر اپنی دیگر ضروریات چائے اور پہننے کے کپڑے وغیرہ

پورا کرتے۔والیٔ سوات اس زمانے میں انہیں چھ ماہ کے بعد ۲ روپیہ وظیفہ بھیجتے تھے۔ایک دفعہ فرمایا کہ جب ہم دیوبند میں پڑھتے تھے تو وہاں بجلی کا بندوبست نہ تھا رات کو ہم چاند کی روشنی میں پڑھتے تھے اور دن ایام میں چاند کی روشنی نہ ہوتی تو ہم ایک ہندو کے گھر کے باہر چراغ کی جو روشنی کھڑکیوں سے نکل کر آتی تھی اس میں کتاب کا مطالعہ کرنے پر مجبور ہو جاتے۔آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے علاوہ شیخ الاسلام قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ، مولانا محمد ادریسؒ، مولانا عبدالاحدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد علی اور مولانا محمد جلیل شامل ہیں۔

فراغت

دیوبند سے ۱۳۶۶ھ کو آپ فارغ التحصیل ہوئے۔آپ کے سند فراغت پر ۱۷۳۲ کا نمبر مرقوم ہے۔

درس و تدریس

فراغت کے بعد پنجاب کے علاقے مکڑ اور مردان کے دیہات کالوخان میں مختلف وقفوں کے ساتھ تدریس کرتے رہے۔علم کے فروغ سے اس حد تک عشق تھا کہ ساری عمر شادی بھی نہ کی۔آپ نے عمر کا آخری حصہ اپنے گاؤں مٹہ سوات کے موضع پیر کلے کی ایک مسجد میں گوشہ نشین ہو کر گزارا، مسجد میں حدیث وفنون کی اعلیٰ وسطانی اور ابتدائی کتب کی تدریس وفات سے چند ہفتے قبل تک جاری رکھی۔دور دراز سے ہر وقت درجنوں تشنگان علوم آپ کے ہاں آ کر گاؤں کے مختلف مساجد میں اقامت اختیار کر کے خوشہ چینی کرتے رہے۔آپ اکثر بخاری شریف کا درس یاد سے شروع کرتے اور درس کے دوران ایسے عجیب انداز سے تحقیقات فرماتے کہ نہ صرف عقل دنگ رہ جاتی بلکہ قرون اولیٰ کے اکابر علماء کی یاد تازہ ہو جاتی۔

تصوف وسلوک

تصوف وسلوک میں آپ نے جورے بابا سے کسب فیض پایا اور ان کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں ماذون ہو کر دلائل الخیرات، حزب البحر اور قصیدہ بردہ کی خصوصی اجازت حاصل کی۔جورے بابا نے انھیں فرمایا کہ آپ میرے خلیفہ ہیں، تاہم اس کا افشاء فی الحال لوگوں میں نہ کریں۔یاد رہے کہ جورے بابا معروف صاحب کشف وکرامت اور متبع سنت بزرگ گزرے ہیں۔

نو ماہ کے طویل عرصے تک بغیر پٹرول پانی سے گاڑی چلنے کی کرامت

مولانا ابان اپنے اس پیرو استاد کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ ان کے ہاں مقیم تھے کہ درش خیلہ کے ایک شخص نے نئی گاڑی خریدی۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب پورے علاقے میں شاذ و نادر ہی کسی کے پاس گاڑی ہوتی تھی۔تو وہ اس گاڑی کو بابا جی کے پاس لایا اور اس سے عرض کیا کہ آپ

میرے ساتھ اس گاڑی میں بیٹھ کر ہمارے ہاں ختم قرآن کی تقریب میں شرکت اور دعا کیلئے جائیں۔ جب وہ گاڑی روانہ ہوئی تو کچھ فاصلے پر اس میں پٹرول ختم ہوگیا۔قریب کوئی پمپ نہ تھا تو جورے بابا نے اپنے شاگرد سید ابان کو فرمایا کہ لوٹے میں قریبی مسجد سے پانی بھر کر لاؤ اور پٹرول کی جگہ ڈال دو۔ اس کے بعد گاڑی روانہ کی گئی تو گاڑی چلنے لگی۔ بابا جی نے ڈرائیور کو ساتھ ہی تاکیداً فرمایا کہ اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ یہ گاڑی نو ماہ تک اسی پانی سے چلتی رہی۔نو ماہ کے بعد اس نے اس راز کو جیسے ہی لوگوں پر ظاہر کیا اسی وقت گاڑی رک گئی۔

ظرافت

کبھی کبھی آپ طلبہ کے ساتھ ظرافت طبع کا اظہار بھی کرتے ، ایک دفعہ فرمایا کہ دیو بند میں ایک طالب علم سے امتحان لیتے ہوئے مولانا اعزاز علی نے سوال کیا کہ کلمہ کی قسمیں ہیں تو اس طالب علم نے برجستہ جواب دیا کہ چھ کلمے ہیں۔ جس پر ممتحن صاحب نے تعجب خیز مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا سبحان اللہ تو طالب علم نے کہا کہ کلمہ کی ایک قسم تو یہ بھی ہے۔

سادگی ، مہمان نوازی اور طوالت عمر

مرحوم کی رحلت سے علمی دنیا میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے،آپ انتہائی سادہ مزاج ، بناوٹ اور تصنع سے کوسوں دور شخصیت کے حامل تھے۔ جب مہمان آپ سے ملنے آتے تو اس بڑھاپے کے عالم میں ضعف کی وجہ سے آپکی کمر کمان کی مانند دوہری ہوگئی تھی پھر بھی آپ خود ان کی تواضع اور میزبانی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے ، چائے وغیرہ بناتے اور رخصت ہوتے وقت انکے ساتھ مسجد سے باہر تک ساتھ آتے۔آپ کی عمر ایک سو دس برس کے لگ بھگ تھی۔ایک حدیث شریف میں ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جسُ کی عمر بھی لمبی ہو اور عمل بھی نیک ہو۔مرحوم اسی حدیث کے مصداق تھے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے دیرینہ تعلق : جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ مرحوم کی دیرینہ اور عقیدت مندانہ تعلق ساری عمر رہا،ایک دفعہ دارالعلوم حقانیہ کسی طالب علم کے داخلے کے سلسلے میں آئے تو دارالعلوم کے استاد مولانا محمد علی مرحوم کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے پاس سفارشی طور پر پیش کیا ،مولانا عبدالحقؒ نے انہیں مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا تمہارا اور میرا تعلق جو دیو بند کے زمانے سے قائم ہے وہی کافی نہ تھا کہ اب آپ نے مولانا محمد علی کو بیچ میں واسطہ بنایا۔ اس کے بعد ان کی بھرپور ضیافت فرمائی رات انکے حجرے میں قیام کیا۔صبح دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کیساتھ تشریف لائے اور انکے درس حدیث میں بیٹھے ، درس کے اختتام پر مولانا سید ابان کے بقول